مولانا محمد حافظ، ناظم مدرسہ وزیرستان

حضرت مولانا نور محمدؒ وزیرستانی کے حالاتِ زندگی اور آپ کی خدمات

ہمارے بعد اندھیرا رہے گا محفل میں
بہت چراغ جلاؤ گے روشنی کیلئے

مولانا نور محمد رحمہ اللہ ایک فرشتہ صفت عالم دین تھے، آپ کی علمیت پورے پاکستان میں مسلم تھی، وہ بیک وقت مفسر ومحدث، فقیہ ومؤرخ اور دیگر مختلف النوع صفات کے حامل تھے، آپ کی شخصیت اتنی جامع تھی کہ چند اوراق ان کی خدمات کا احاطہ نہیں کر سکتے، تاہم آپ کی سیرت کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ولادت باسعادت اور ابتدائی تعلیم :۔

حضرت مولانا نور محمدؒ دسمبر 1936ء میں گاؤں ملکی بیزن خیل ضلع بنوں میں پیدا ہوئے، آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد مرحوم مولوی نظر محمد عرف خان مولویؒ سے وانا میں حاصل کی، سب سے پہلے قرآن مجید ختم کیا، اس کے بعد فارسی ادب کی مختلف کتابیں مثلاً پنج گنج ، گلستان ، بوستان ، یوسف زلیخا ، سکندر نامہ ، تحفہ النصائح پڑھیں اور اس طرح فقہ کی چند کتابیں مثلاً منیۃ المصلی ، کنز الدقائق ، مستخلص ، شرح الیاس اور شرح الوقایہ جلد اول پڑھیں، اور اس کے ساتھ ساتھ پرائمری تک عصری تعلیم سرکاری سکول میں حاصل کی۔

آپؒ ہر وقت دینی تعلیم کے حصول میں مصروف رہتے، اس جذبۂ تعلیم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے مختلف علاقہ جات کا سفر کیا، پہلے پہل علم کی تحصیل کے لئے 1948ء میں کانیگرم کا سفر کیا اور وہاں مختلف قسم کی دینی کتابیں پڑھیں، اس کے بعد دو سال ضلع بنوں کے ایک گاؤں تزیری بیزان خیل میں گذارے اور وہاں صرف ونحو کی مشہور کتابیں پڑھیں، یہ اس وقت کی بات ہے کہ مستقل مدارس نہ ہونے کی وجہ سے طلبۂ کرام مختلف علاقہ جات کا سفر کرتے اور جہاں کسی مسجد کے امام صاحب کو کسی فن میں ماہر پاتے، وہاں تعلیم حاصل کرتے اور کبھی کبھار اس مسجد میں جگہ نہ ملتی، تو کسی دوسری جگہ اقامت اختیار کرتے اسباق کی خاطر روزانہ دو، تین میل پیدل سفر کرتے، اسکے بعد بنوچی قبیلہ کے گاؤں ظالم دلو خیل میں مولانا محب اللہ صاحب کی مسجد میں اصول فقہ اور نحو کی دیگر کتابیں پڑھیں، آخرکار 1951ء میں والد صاحب کے مشورے پر پاکستان کے مشہور دینی مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں داخلہ لیا اور دورۂ حدیث تک اس مدرسہ میں تعلیم حاصل کی۔

الغرض 1955ء میں آپ کی فراغت اسی مدرسہ قاسم العلوم سے ہوئی اور دورۂ حدیث کے امتحان میں

نمایاں پوزیشن حاصل کی۔

مطالعہ کا شغف:۔

مولانا نور محمدؒ خود فرمایا کرتے تھے کہ یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ جب ہم نے قاسم العلوم میں داخلہ لیا، تو اس سال حضرت قائد ملت مولانا مفتی محمودؒ کی بحیثیت مدرس تعیناتی ہوئی، وہ بہت مشفق استاد تھے اور خاص کر پشتون طلبہ کے ساتھ انتہائی زیادہ محبت والفت سے پیش آتے۔

ایک دن حضرت مفتی محمودؒ نے ''درس خیالی'' میں تمام طلبہ کرام سے فرمایا کہ کل کے سبق میں خیالی کے حاشیہ میں دو غلطیاں ہیں، آپ حضرات محنت کر کے ان کی نشاندہی کریں، جاننا چاہئے کہ علم العقائد میں ''خیالی'' ایک مشکل ترین کتاب سمجھی جاتی ہے، اس کے بہت سے حواشی تحریر کئے گئے ہیں مثلاً قل احمد کا حاشیہ، علامہ احمد جند کا حاشیہ وغیرہ، لیکن علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے تو حاشیہ لکھ کر ''خیالی'' کا حق ادا کیا ہے، اس وجہ سے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

خیالات خیالی پس بلند است　　نہ ایں جا جائے قل احمد، نہ جند است
ولے عبدالحکیم از فکر عالی　　بحل آرد خیالات خیالی

میں نے کوشش کر کے ایک غلطی کی نشاندہی کی لیکن دوسری غلطی معلوم نہ کر سکا، دوسرے دن درس شروع کرنے سے پہلے حضرت مفتی صاحبؒ نے طلبہ کرام سے فرمایا کہ کن کن طلبہ نے حاشیہ کی غلطیاں معلوم کی ہیں، پس میں نے ایک غلطی کی نشاندہی کی اور دوسری غلطی کی نشاندہی حضرت شیخ موسیٰ خان صاحبؒ نے کی (یہ دونوں ہم جماعت تھے) حضرت مفتی صاحبؒ نے ہم دونوں کی تصویب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہی سوال ہم سے حضرت مولانا عجب نور صاحبؒ بنوی نے ''خیالی'' پڑھاتے وقت کیا تھا اور اس وقت میں نے (حضرت مفتی محمودؒ) ان دونوں غلطیوں کی نشاندہی کی تھی۔

معاشرتی خدمات:۔

اگر اس وقت کے حالات کا جائزہ لیا جائے، تو معلوم ہوگا کہ وزیرستان اس وقت معاشرتی لحاظ سے انتہائی خراب صورت حال سے دوچار تھا، دینی ودنیاوی تعلیم کا فقدان تھا، غلط اعتقادات نے پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا، خوشی وغم کے موقع پر شریعت، اقتصادی بدحالی نے ناگفتہ بہ صورت اختیار کی ہوئی تھی۔

ان حالات میں معاشرہ کی اصلاح کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا، لیکن جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کی دست غائب سے رہنمائی اور مدد فرماتے ہیں۔

آپؒ نے معاشرتی لحاظ سے جس چیز کے متعلق کمی محسوس کی، اس کا ازالہ کیا اور حتی الوسع کوشش کی کہ معاشرہ کو دینی، دنیاوی اور معاشی و معاشرتی لحاظ سے راہ راست پر لایا جائے۔

مولانا نور محمد کی تعلیمی خدمات:۔

مولانا صاحبؒ کے بچپن کے زمانہ میں پورے وزیرستان میں صرف چند تعلیم یافتہ حضرات تھے، اس کے علاوہ تعلیم کا نام ونشان تک نہ تھا، مستند علماء کرام میں صرف مولانا شمس الدینؒ اور مولانا غلام اللہؒ تھے، اگر چہ کچھ دیگر مستند علماء کرام بھی موجود تھے، لیکن ان کا تعلق وزیر قوم سے نہ تھا۔

تاہم مولانا نور محمدؒ نے اپنے وعظ وتقاریر کے ذریعے لوگوں پر واضح کیا کہ تعلیم ہی ایک واحد ذریعہ ہے، جس کی بدولت انسان دینی ودنیاوی ترقی حاصل کرسکتا ہے، تعلیم ہی کی برکت سے انسان وحشیانہ زندگی سے نکل کر انسانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوسکتا ہے، آخر کار لوگوں میں تعلیم کا رجحان پیدا ہونے لگا اور عوام دینی ودنیاوی تعلیم سے بہرور ہونے لگے، حالانکہ ایک زمانہ تھا کہ پورے وزیرستان میں کوئی بھی خط لکھنے والا اور پڑھنے ولا نہ تھا، جنازہ کی نماز پڑھانے کے لئے دور دراز سے علماء کرام کو بلایا جاتا، اگر چہ وہ بھی معمولی درجہ کے علماء ہوتے، مولانا نور محمدؒ کی برکت سے آج پورا وزیرستان علم کی عظیم نعمت سے مالا مال ہے، تمام قبائل میں یہ قبائلی علاقہ (جنوبی وزیرستان) ہر لحاظ سے ترقی پذیر ہے، سینکڑوں کی تعداد میں اسلامی مدارس اور سکول وکالج قائم ہیں اور تقریباً یہ علاقہ تعلیمی لحاظ سے خود کفالت کی طرف گامزن ہے، اس سلسلہ میں مولانا نور محمدؒ نے کافی عرصہ سے اپنے عظیم مدرسہ دارالعلوم وزیرستان وانا میں دینی وعصری دونوں علوم کو لازم قرار دیا ہے اور اس کے بیش بہا فوائد سامنے آچکے ہیں اور آرہے ہیں، اب تک ہزاروں کی تعداد میں اس مدرسہ سے طلبہ کرام فیضیاب ہوچکے ہیں اور فیضیاب ہورہے ہیں، گویا کہ مولانا نور محمدؒ کا مدرسہ تمام دیگر علاقائی مدارس کے لئے ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے، اس طرح 2000ء میں مدرسۃ البنات جامعہ دارالعلوم وزیرستان وانا کی بنیاد ایک عظیم پیش رفت تھی، وزیرستان میں مدرسۃ البنات کے قیام سے پہلے بیٹیوں کے متعلق یہ کہاوت مشہور تھی کہ "بیٹی پرایا دھن ہے"، یعنی وہ توجہ کی زیادہ حقدار نہیں، لیکن الحمدللہ آج کل فضا یکسر بدل رہی ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ جب ماں، بیوی، بیٹی اور بہو تعلیم یافتہ اور نیک بن جائیں، تو پورا معاشرہ راہ راست پر آجاتا ہے، الحمدللہ گذشتہ سال 2009ء میں مدرسۃ البنات کی طالبات کی تعداد 1800 تھی، مناسب دارالتدریس اور دارالاقامہ نہ ہونے کی وجہ سے طالبات کی تعداد میں کمی کی گئی تھی، امسال ہر قسم کی سہولیات سے آراستہ دارالتدریس زیر تعمیر ہے، جسکی وجہ سے طالبات کی تعداد اور بڑھ جائیگی، مدرسۃ البنات میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ F.Sc تک عصری تعلیم کا باقاعدہ انتظام کیا گیا ہے، جس کے لئے قابل اور کوالیفائڈ سٹاف کا انتخاب کیا گیا ہے، جو لاؤڈ سپیکروں کے ذریعے سے انہیں اسباق پڑھاتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ سکل سنٹر کا انتظام بھی کیا گیا ہے، جس میں طالبات کو کپڑوں کی

سلائی وغیرہ سکھائی جاتی ہے، بہر حال مدرسہ کے منتظمین ہر ممکنہ کوشش کر رہے ہیں کہ ان طالبات کی ضروریات کی تکمیل احسن طریقے سے ہوسکے اوران کی تعلیم میں کسی قسم کا سقم باقی نہ رہے ،اللہ تعالیٰ ان نیک مقاصد کی تکمیل آسان فرمائیں اورترقی کے مزید مواقع نصیب فرمائیں۔

غلط اعتقادات کی اصلاح:۔

مولانا صاحبؒ کی اصلاحی خدمات میں سے سب سے بڑی خدمت غلط اعتقادات کی اصلاح تھی ،لوگ زیارتوں (قبروں) پر جاکر بیوی اور بچے مانگتے تھے ،قبروں پر جانور ذبح کرتے ،گھروں میں جنازہ اٹھانے سے پہلے ہوائی فائرنگ کی جاتی ،اس کے علاوہ کسی کے گھر میں فوتگی ہوجاتی تو اس گھر میں کئی روز تک کھانا پکا کر لوگوں کو کھلایا جاتا۔بہر حال خوشی کا موقع ہوتا یا غم کا،کوئی بھی غلط رسم ورواج سے خالی نہ تھا،مولانا صاحب نے ہر ممکن کوشش کر کے منبر ومحراب اور مختلف قسم کی تالیفات کے ذریعے معاشرہ کی اصلاح کی ،جس کی وجہ سے بری رسومات کا خاتمہ ہوا،اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کی ذات کو ذریعہ بنا کر ان تمام رسوم ورواجات کا قلع قمع کیا۔

شرعی احکام میں کوتاہی کا خاتمہ:۔ چونکہ اس زمانہ میں اکثر لوگ دینی تعلیم سے بے خبر تھے ،اس لئے اکثر لوگ عبادات غلط طریقوں سے ادا کرتے تھے ،دوران سفر اگر کسی کو غسل جنابت کی ضرورت پیش آتی تو تیمم سے بے خبری کی وجہ سے کسی دھاگے کو گرہ لگاتا ،پھر جب پانی ملتا تو اتنی مرتبہ غسل کرتا ،بہت ہی کم تعداد میں لوگ نماز جمعہ پڑھتے ،اس طرح دیگر عبادات کا یہی حال تھا۔بہر حال مولانا صاحب کی کوششوں سے پورے معاشرہ میں اسلامی فضاء کی روشنیاں چاروں طرف پھیل گئیں ،اور یوں پورا معاشرہ صحیح عبادات کی ادائیگی کی وجہ سے راہ راست پر آ گیا۔

اقتصادی بدحالی کا خاتمہ:۔ مولانا صاحبؒ کے ابتدائی دور میں وزیرستان کی معاشی حالت انتہائی ابتر تھی ،لوگ صرف جواور مکئی پر گذارہ کرتے تھے ،چنے اور باجرہ کے آٹے سے پیٹ بھر کر کھانا امیر لوگوں کا کام تھا ،اس وقت کے عقل مند لوگ کہا کرتے تھے کہ وزیرستان وانا میں جواور مکئی کے علاوہ اور فصل اچھے طریقے سے نہیں ہوتی ،لیکن مولانا نور محمدؒ کی شب وروز کی محنت سے علاقہ کو معاشی استحکام نصیب ہوا ،اور آپؒ ہی کے وعظ ونصیحت کی بدولت لوگوں نے مختلف قسم کے میوہ جات کے باغات لگائے ،جن کی بدولت آج وزیرستان وانا میوہ جات کی وجہ سے مشہور ہے اور اس طرح مولانا صاحبؒ نے حلال تجارت کے فضائل بیان کر کے لوگوں میں تجارت کا جذبہ اجاگر کیا اور اس وجہ سے پورے علاقہ میں معاشی خوشحالی کا دور دورہ ہوا ۔

مولانا نور محمدؒ صاحب کے تصانیف:۔ مولانا نور محمد صاحبؒ کی مشہور تصانیف یہ ہیں۔

(1) جدید فقہی رسائل ومسائل (2) علوم الانبیاء اور تسخیر کائنات

(3) داڑھی کے دینی و دنیاوی فوائد (4) جہاد افغانستان
(5) رمضان شریف میں انجکشن لگوانے کا حکم (6) زکوٰۃ و عشر کے معرکۃ الآراء مسائل
(7) اسلامی انقلاب اور جہاد اسلام (8) ایضاح المقال فی رؤیۃ الھلال
(9) منشیات کی تباہ کاریاں (10) شجرکاری کے فوائد شریعت اور سائنس کے آئینہ میں
(11) مشترکہ خاندانی نظام اور شرعی حجاب (12) جمہوریت عقل ونقل کے آئینہ میں

بہرحال کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں، جس میں مولانا صاحبؒ کی خدمات روز روشن کی طرح عیاں نہ ہوں، ان تمام حالات وواقعات سے واضح ہوا کہ مولانا صاحبؒ کی طرح عظیم شخصیات صدیوں میں کبھی کبھار پیدا ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ آپؒ کے انوارات وبرکات تاقیامت پورے علاقہ بلکہ پورے اہل اسلام پر جاری وساری رکھے۔

۱۲ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ بمطابق 23 اگست 2010ء کو یہ عظیم ہستی درس قرآن سے فراغت کے بعد اپنی مسجد کے صحن میں خودکش دھماکہ سے شہید ہوئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) اللہ تعالیٰ آپؒ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام نصیب فرمائیں۔ امین ثم آمین۔

بقیہ صفحہ نمبر ۴۴ سے **(علت القتال کیا ھے؟ کفر؟ شوکت کفر؟ یا محاربہ؟............)**

رومیوں سے جنگ کا حکم دینے والی انہی آیات کے سلسلہ میں آگے جاکر وہ آیت آتی ہے جو اس موقف کی ایک دلیل کے طور پر پہلے ذکر کی گئی ہے: یاأیھا الذین آمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ

اے ایمان والو! ان کافروں سے، جو تمہارے قریب ہیں، جنگ کرو اور چاہیے کہ وہ تمہارے اندر سختی پائیں۔

گذشتہ تفصیل کی روشنی میں آیات کا سیاق بالکل یقینی طور پر واضح کرتا ہے کہ آیت کے نزول کے وقت اصلا "الذین یلونکم من الکفار" سے مراد یہی رومی طاقتیں ہیں جو عرصے سے محاربہ کررہی تھیں اور جن کے خلاف جنگ پہلے سے چلی آرہی تھی۔ درمنثور میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا تھا کہ اس سے مراد روم والے ہیں۔ مفسرین نے اسی کے اصل معنی یہی لیے ہیں۔ یہ کوئی ایسا اصول نہیں بتایا یا جارہا تھا جس کی رو سے مسلمانوں پر اپنے قریب کی غیر مسلم حکومتوں سے جنگ کرنا ہمیشہ اور بغیر کسی سبب کے ضروری قرار پائے۔ ہاں اگر کوئی اس سے اور ان دونوں آیتوں سے قیاس کے طور پر یہ استدلال کرے کہ جو علت روم والوں سے جنگ کرنے کی موجب بنی تھی وہ علت جن ''کفار'' میں بھی پائی جائے گی اور جب بھی پائی جائیگی ان سے جنگ مسلمانوں پر فرض ہوگی تو یہ قیاس بالکل صحیح ہوگا۔ پھر ان اسباب کی تحقیق میں تاریخی طور پر یہ طے ہے کہ روم کی حکومت اور اس کی تابع ریاستیں صرف محارب ہی نہیں تھیں بلکہ اسلامی ریاست کے لئے ایسا شدید خطرہ بنی ہوئی تھیں کہ اگر ان کو ذرا نظرانداز کیا جاتا تو اسلام اور اسلامی ریاست کا وجود ہی خطرے میں پڑ جاتا۔ (جاری ہے)